نقشِ آغاز

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ

خداوند قدوس اور خالق لم یزل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اسی کی توفیق وعنایت سے ایک عرصہ کے انتظار کے بعد ہم ناتواں اس قابل ہوسکے کہ محدث کبیر قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے متعلق ایک عظیم تاریخی اور جامع دستاویزی یادگار نمبر اُنکے تلامذہ و مستفیدین، علمی و دینی حلقوں، ارباب ذوق، عامۃ المسلمین بالخصوص ماہنامہ الحق کے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً ـــــــ ہمارا خیال تھا کہ ہم حضرت شیخ الحدیث کے سانحۂ ارتحال کا سال پورا ہونے پر ماہنامہ الحق کا یہ خصوصی نمبر پیش کریں مگر اس وقت کے ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر کی خصوصی اشاعت کا اعلان کر دیا تو ہم نے اس کو غنیمت جانا اور اپنی حد تک ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوئے کچھ مسودات، دستاویز اور متعدد مضامین بھی انکے حوالے کر دیئے مگر قدرت نے یہ سعادت الحق کے مقدر میں لکھی تھی اور بوجوہ ترجمان اسلام خصوصی نمبر تو کیا اپنا وجود بھی برقرار نہ رکھ سکا۔ ماشاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن۔ مگر اسکے بعد بھی مصمم ارادہ تھا کہ حضرت کی وفات کے دوسرے سال میں الحق کے اس خصوصی نمبر کی تکمیل کر لی جائے مگر یہ کام تیسرے سال بھی مکمل نہ ہوسکا ویسے بھی بفحوائے کل امو مرھون باوقاتھ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے ہزار کوشش کیجئے نہ تو کوئی کام اپنے وقت سے پہلے ہوسکتا ہے اور نہ اپنے وقت سے ٹل سکتا ہے پھر جنکے ہاتھوں سے مقدر ہوتا ہے ہزار ناتوانیوں اور معذوریوں کے باوجود قدرت کی توفیق ارزانی انہیں کے نصیب ہوتی ہے خوش نصیب اور قابل رشک ہیں وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ کوئی مفید کام لے لے۔ تمام تر نظام کائنات اسی تکوینی منہج پر چل رہا ہے اپنے مقررہ وقت پر کسی بھی کام کی تکمیل قدرت اپنے مخفی ہاتھوں سے کرا دیتی ہے جس کا ہم گنہ گاروں نے اس عظیم اور وسیع کام میں قدم قدم پر مشاہدہ کیا۔

یہ عظیم تاریخی دستاویز (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر) اس عظیم شخصیت کی یاد میں پیش کیا جا رہا ہے جس نے پون صدی سے زائد کا عرصہ قرآن و حدیث کے درس و تدریس، اعلاء کلمۃ الحق، رجال کار کی تربیت، منکرات کے خلاف جہاد، دارالعلوم حقانیہ کے قیام و استحکام، جگہ جگہ دینی مدارس کی ترویج، جہاد افغانستان، ملک کے آئین و قانون میں تنفیذ و تطبیق شریعت کی جدوجہد، قومی و ملی اور سیاسی خدمات اور عالم انسانیت میں دین اسلام کی عظمت و سربلندی کیلئے مسلسل محنت کی، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ان مختلف موڑوں پر اس عظیم انسان کو جن جن مراحل، آزمائشوں، مصائب اور مشکلات پھر صبر و استقامت، خلوص و للہیت، حوصلہ و ہمت، وسیع النظری و جرأت، آہنی عزم، قوت فیصلہ، فکری بیداری، بر وقت اقدام اور اسکے نتائج سے گزرنا پڑا ان میں سے بہت کچھ کا ذکر قارئین کو آئندہ صفحات میں ملے گا ـــــ جبکہ خلوص و محبت، ذکر و انابت الی اللہ، جود و سخا، ریاضت و عبادت اور مجاہدہ کے بہت سے پہلو اور کثیر واقعات اب بھی پردہ خفا میں ہیں جسکی وجہ خود حضرت شیخ الحدیثؒ کی بے پناہ للہیت اور ان کا خلوص تھا۔ یہ ضخیم اور عظیم تاریخی نمبر نہ صرف فرد واحد کی سوانح ہے بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی پون صدی کی علمی سیاسی اور ملی جدوجہد و ارتقاء کی ایک تاریخ ہے۔

جس وضع اور جس انداز کے مضامین، مشاہدات، واقعات اور حضرتؒ کی سوانح کے تاریخی حوالہ جات اس نمبر میں مرتب ہوگئے ہیں ابتدائے کار میں اس طرح کی عظیم تاریخی دستاویز کا تصور بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کو شاید یہی منظور تھا کہ یہ کام جلد بازی سے خانہ پری کے بجائے جامع اور مخصوص انداز میں مکمل ہو، دیر آید درست آید۔ اسکے ہر ہر صفحے اور مقالہ نگار کے ہر اسلوب اور ہر انداز تحریر سے حضرت شیخ الحدیثؒ ابتداء سے آخر تک بے ساختہ انداز میں چلتے پھرتے ایک کامل انسان نظر آتے ہیں ـــــ شروع ہی سے اس خصوصی نمبر کے مقالات کی ترتیب اور خود مقالہ نگار حضرات نے اپنے معلومات کی ترتیب اور مرتب نے مضامین کی ترتیب اس انداز سے رکھی ہے جس میں حضرت کی شخصیت کے خصوصی پہلو خود بخود اُبھر اُبھر کر روشن صورت

میں سامنے آنے لگتے ہیں اور پڑھنے والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرتؒ کی شخصیت میں عظمت اور امتیاز کے اہم خصائص کون کون سے تھے اور انہوں نے کس وجہ سے نظروں میں گوہر شہسوار یا ستاروں میں ماہ و خورشید کی حیثیت حاصل کر لی۔

یہ نمبر ایسے وقت میں منظر عام پر آ رہا ہے جب ملک میں اسلامی نظام کے سلسلہ میں فضا مزید سازگار ہوتی چلی جا رہی ہے لوگ لادینی قوتوں، بے دین اتحادوں، مفاد پرست حکمرانوں اور اقتدار پسند سیاستدانوں سے تنگ آ چکے ہیں انہوں نے گذشتہ دورِ حکومت میں مؤنث جمہوریت کے برکات بھی دیکھے اور اب مذکر جمہوریت کے ثمرات بھی دیکھ رہے ہیں۔ افغانستان اپنی تعمیرِ نو اور نفاذِ شریعت کی تنفیذ کے مرحلے سے گزر رہا ہے —— ایسے حالات میں اس خصوصی نمبر کی اشاعت سے حضرۃ شیخ الحدیثؒ سمیت ان تمام زعماء ملت کی روحوں کو تسکین اور سرور نصیب ہوگا جنہوں نے ملک میں نفاذِ شریعت اور اسلامی قوانین کے تحفظ و ترویج کیلئے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں اور حضرت شیخ الحدیثؒ کو تو اس سے زیادہ مسرت ہوگی کہ وہ قافلہ عزیمت و جہاد کے سالار و امام تھے تحریکِ نفاذِ شریعت میں تمام دینی قوتوں نے انہیں اپنا قائد تسلیم کیا اور ہزاروں علماء نے متفقہ طور پر انہیں قائدِ شریعت کا خطاب دیا۔ افغان مجاہدین اور قائدینِ جہاد نے انہیں اپنا سرپرست تسلیم کیا تھا —— مزید خوشی اس بات کی ہے کہ جہادِ افغانستان میں سیاسی قیادت سمیت محاذِ جنگ کے دشوار گزار اور صعب ترین سنگروں میں اُن افراد اور غازیوں و شہداء کا بنیادی حصہ ہے جو حضرت شیخ الحدیثؒ کے تلامذہ آپ کے تربیت یافتہ، پروردہ اور دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء تھے —— اس مقدس اور مبارک مشن میں آپکے سینکڑوں تلامذہ "منھم من قضیٰ نحبہ" کے مصداق شہادت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ اب افغانستان میں ملی اتحاد، باہمی اخوت، دینی تعلیم کے فروغ، مدارس کے قیام اور دینی اور خالص اسلامی حکومت کی تشکیل و استحکام میں آج بھی سرگرم عمل ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں حضرت شیخ الحدیثؒ نے جو پودا لگایا تھا الحمد للہ وہ آج ثمر بار ہو چکا ہے ملک و بیرون ملک الحمد للہ اسکے انوار سورج کی روشنی کی طرح پھیل رہے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیثؒ انکی سیرت و سوانح اور پون صدی تک متنوع دینی خدمات کے تعارف کیلئے بارہ ۱۲۰۰ سو صفحات بالکل ناکافی ہیں بلکہ یہ امر واقعہ ہے کہ آپؒ کے لمحات حیات کی روئیداد کے لیے اتنے کئی ضخیم نمبر بھی ناکافی ہونگے پھر بھی خداوند قدوس مالک الملک نے ہم ضعیفوں کو جو توفیق مرحمت فرمائی اسکے مطابق جو کچھ بھی بن سکا وہ نذرِ قارئین ہے اس سلسلہ میں ملک و بیرون ملک اکابر علماء و مشائخ، اہل اللہ و صالحین حضرۃ شیخ الحدیثؒ کے متوسلین، فضلاء و مستفیدین اور ماہنامہ الحق کے قارئین کی غائبانہ اور پرخلوص دعائیں ہمارا سب سے بڑا سرمایہ تھیں جنکے طفیل یہ کام تکمیل تک پہنچا —— مقالہ نویس اور مضمون نگار حضرات نے جس طرح شاندار اور پُرمغز اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں اعتراف و تشکر کے جذبات کے ساتھ ہماری دعا ہے کہ پروردگار ان کو اسکا بہترین اجر عطا فرماوے۔ اپنے مخلص قارئین سے آخری گذارش یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے مشن اور پیغام کو زندہ رکھنا ہی حضرتؒ سے اظہارِ عقیدت کا صحیح راستہ ہے اور اس دعا کا اہتمام بھی کہ اللہ تعالیٰ حضرۃؒ کے قائم فرمودہ گلشن علم کو ہمیشہ مستحکم ثمر آور اور پُربہار رکھے۔ ساتھ ساتھ ان احباب و مخلصین دوستوں اور کارکنوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جنکے قلمی و قلبی تعاون، شبانہ روز محنت اور ہمہ جہتی توجہ سے یہ ضخیم نمبر تیار ہو سکا اور آپکے ہاتھوں میں پہنچا۔ بالخصوص عزیز محترم مولانا عبدالقیوم حقانی نے اپنے تدریسی، تبلیغی، صحافتی، تصنیفی اور متنوع مصروفیات کے باوجود اس نمبر کی ترتیب و تکمیل کی تمام ذمہ داریاں باحسن وجوہ سرانجام دیں یہ عظیم خصوصی نمبر ان ہی کی کاوشوں کا رہین منت ہے، انہوں نے جس ذوق و شوق اور فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے وہ سزاوارِ تحسین اور قابلِ داد ہے حقیقت یہ ہے کہ حقانی صاحب کی جانکاہی نے راقم الحرف کو بہت سی زحمتوں سے بچا لیا — تاہم احقر نے حتی الوسع اس نمبر کے اکثر مضامین خود بھی دیکھے جہاں ضروری سمجھا مناسب مشورے دیئے اور برابر اس کام میں حصہ لیتا رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب یہ نمبر اہل ذوق اور اہل نظر کے سامنے ہے دل مسرت سے معمور ہے اور زبان و قلم ترانہ حمد میں مشغول۔ کہ ایک کام مکمل ہوا، خدا کرے کہ یہ نمبر ہر طرح سے کامیاب اور مقبول ہو اور پڑھنے والوں میں ان صفات و کمالات کے حصول کا جذبہ یا کم از کم شوق و ولولہ اور احساس طلب پیدا کرے جنکی نمود اس ذات میں نظر آتی ہے جنکی یہ سوانح ہے —— احقر ان سب حضرات کا شکر گزار ہے جنہوں نے کسی بھی حیثیت سے نمبر کی تیاری میں حصہ لیا خدا تعالیٰ ان سب حضرات کی محنت اور سعی کو قبول فرماوے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرماوے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

۲۷، رجب المرجب ۱۴۱۳ھ، ۲۱ جنوری ۱۹۹۳ء ، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عرضِ مرتب

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

محدثِ کبیر، قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہٗ کو ہم سے رخصت ہوئے چار سال ہو گئے ہیں، عام صورتوں میں اس قدر طویل عرصہ جذبات کے معمول پر آجانے کے لیے کافی ہونا چاہیئے ــــــ لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ کے ارادتمندوں، تلامذہ، مخلصین ومحبین، افغان مجاہدین اور عامۃ المسلمین میں جذبات کا تلاطم ابھی تھما نہیں ہے، بظاہر آنسو تھم گئے مگر جذبات اور احساسات میں سوز وگداز اور رقتوں کی کیفیت، ہنوز برقرار ہے ــــــ جو ان سے جتنا بھی قریب تھا، جس کو بھی ان سے جس نوعیت کا تعلق تھا آج وہ اتنا ہی بے قرار ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی تمام زندگی علمِ دین کی اشاعت، غلبۂ دین کی جدوجہد، علمِ حدیث کی خدمت، درس وتدریس اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے جہاد کرتے گذری۔ انہوں نے تنہا اپنے خلوص، محنت، لگن اور اعتماد علی اللہ کے سرمایہ سے کئی جماعتوں، کئی اکیڈمیوں اور کئی اداروں کے استعدادِ کار کے بقدر اپنے مخلص اور مجاہد اور اہلِ علم افراد کی تعلیم وتربیت کی ــــــ مدرسین، مصنفین، مبلغین اور دینی مدارس کے مہتممین اور مجاہدین کی ایک بڑی جماعت اپنے ترکے کے طور پر چھوڑی، جس کا ایک ایک فرد اپنی جگہ ایک ادارہ، ایک جماعت اور ایک تحریک ہے۔

سچ یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی برپا کی ہوئی تحریک ــــــ حصولِ علم کی تحریک ــــــ علومِ نبوت کے درس وتدریس کی تحریک ــــــ آدم گری و آدم سازی کی تحریک ــــــ دینی مدارس کے قیام واستحکام کی تحریک ــــــ جہادِ اسلامی وغلبۂ دین کی جدوجہد کی تحریک ــــــ فرقِ ضالہ باطلہ کے بھرپور تعاقب اور علمی مقابلہ کی تحریک ــــــ ملک میں نفاذِ شریعت اور عالمِ اسلام میں اتحاد کی تحریک ــــــ بے ریا، خاموش مگر جہدِ مسلسل کی تحریک سے وابستہ ہر مسلمان، ہر عالمِ دین، ہر مجاہد، ہر مبلغ، ہر مدرس، غرض ہر فرد اور ہر کارکن خواہ علمی وذہنی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار سے کسی درجے کا کیوں نہ ہو بہرحال حضرت شیخؒ کے قائم فرمودہ گلشنِ علومِ نبوت دارالعلوم حقانیہ اور حضرتؒ کے افادات سے تعارف واستفادہ کا تعلق ضرور رکھتا ہے ــــــ یا پھر دارالعلوم کے فضلاء حضرت شیخؒ کے تلامذہ اور علماء کے قائم کردہ دینی مدارس، تحقیقی حلقوں، تعلیمی سوسائٹیوں اور تبلیغی وتدریسی مجالس سے کسی نہ کسی طرح استفادہ بہم پہنچاتا ہے۔

دینی مدارس کے قیامِ علم اور علماء کے استحکام، دینی اقدار کے فروغ وتحفظ اور خدمتِ علمِ دین اور جہاد وانقلابِ اسلامی کی تاریخی جدوجہد کے اس عمومی مذاق کی بیداری کا ایک فطری نتیجہ یہ بھی نکلا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے رخصت ہونے کے بعد خود ان کی زندگی، اُن کے اعمال اور ان کی سیرت وافکار کے بارے میں پیاس ناقابلِ قیاس حد تک شدت کے ساتھ بڑھتی گئی۔

جو لوگ حضرت شیخ الحدیثؒ کو قریب سے جانتے تھے، شاگرد تھے، مستفیدین تھے، معتقد تھے یا ارادتمند تھے، حلقۂ احباب یا مخلصین ومحبین سے تھے اور حضرت شیخؒ کو بہت قریب سے دیکھ چکے تھے اور حضرتؒ سے ناآشنا لوگوں سے کہیں زیادہ حضرتؒ

سے آشنا تھے وہی لوگ حضرت شیخ الحدیثؒ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ پڑھتے، ان کی سیرت و سوانح اور کردار و افکار کے مطالعے کے لیے زیادہ بے چین اور مشتاق تھے ـــــ اسی عام تقاضا، طلب اور مسلمانوں کے والہانہ ذوقِ مطالعہ کے پیشِ نظر ملک و بیرونِ ملک کے جرائد اور اخبارات میں درجنوں مضامین حضرت شیخؒ کی زندگی، کام اور مشن و پیغام پر شائع ہوتے رہے۔ ـــــ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کانفرنسیں منعقد ہوئیں، سیمنارز کا انعقاد ہوا، تقریبات کا اہتمام کیا گیا، مگر اس سب کچھ کے باوجود اب تک جو کچھ بھی لکھا یا شائع کیا گیا وہ حضرت شیخ الحدیثؒ کی شخصیت، ان کے علمی کارناموں، مشن اور عظمتِ مقام کے اعتبار سے اس معیار کی چیز بہر حال نہیں جو حضرت شیخ الحدیثؒ کی ہمہ پہلو شخصیت کا تقاضا ہے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ جس مرتبہ کی شخصیت تھے جیسے جیسے وقت گذرے گا اُن کا عظیم علمی تشخص، اُن کے عظیم جہادی کارنامے، اُن کے قائم کردہ سینکڑوں مدارس، اُن کی تحریکِ علم و غلبۂ دین، جہادِ افغانستان میں اُن کا عظیم تاریخی کردار مزید نکھرتا اور اُبھرتا چلا جائے گا ـــــ آنے والے عشروں میں اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک جامعات میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے علمی کام، دینی خدمات اور کارناموں پر تحقیق و تنقید ہو گی اور مسلمانوں کے علمی و دینی اور فکری تحریکات کے ضمن میں ان کے کام، خدمات اور مقام و مرتبے کا تعین ہو گا، جبکہ اب یہ سلسلہ سرحد و پنجاب کی یونیورسٹیوں میں تو گذشتہ دو تین سال سے شروع بھی ہو چکا ہے۔

اس موقع پر یہ گذارش بھی بے جا نہ ہو گی کہ حضرت شیخ الحدیثؒ کے تلامذہ و محبین اور معتقدین کو ان کی شخصیت سے زیادہ ان کی فکر، ان کی تحریک، ان کا مشن اور ان کا متعین کیا ہوا لائحہ عمل اور مقصدِ حیات عزیز ہونا چاہیئے ـــــ ہماری تمام تر توجہ کا ہدف اگر محض ان کی ذات اور شخصیت ہی رہی تو یہ کوئی نیک شگون نہیں ہو گا۔

حضرت شیخ الحدیثؒ محض مدرس، محض استاذِ حدیث، معلمِ دین، ایک جامعہ کے بانی و مہتمم، ایک مبلغ و داعی یا بہترین خطیب، ایک سیاست دان، ایک کامیاب پارلیمنٹرین، محض عوام کے محبوب راہنما یا ان کے بے تاج بادشاہ ہی نہ تھے بلکہ وہ بڑے مرتبے والے سیرت ساز، آدم گر، تنظیم و تحریک اور جہاد و انقلاب کے نبض شناس بھی تھے ـــــ انہوں نے اپنی بے حد و حساب علمی و دینی، تدریسی و تبلیغی مصروفیات کے جلو میں ہزاروں انسانوں کی سیرت کو اسلامی عقائد و نظریات اور جہاد و انقلاب کی جدوجہد کے سانچوں میں ڈھال کر جو اچھوتا اور تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے جہادِ افغانستان میں حقانی فضلاء کا کردار اس تجربے کی نُدرت کی علامت اور شہادت ہے۔

یہ مقامِ شکر ہے کہ ان کے سانحۂ ارتحال کے بعد ہزاروں افراد کا سیلِ رواں، ان کے تلامذہ در تلامذہ کا کاروانِ علم و جہاد ان کے متعین کردہ راستے پر اور متعین مقصد کے لیے ہر ممکن ایثار کے ساتھ اب بھی آمادۂ سفر اور رواں دواں ہے ـــــ یہ درس و تدریس، یہ اشاعتِ علم، یہ دینی مدارس کے قیام، یہ تصنیف و تالیف، یہ تحقیق و مراجعت، یہ تبلیغ و تقریر، یہ جہاد و انقلاب کا جذبہ، یہ جوشِ اقامتِ دین اور یہ شوقِ خدمتِ اسلام حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ العزیز کی گراں بہا امانت ہے جس کی ہمیں پوری توجہ اور فکرمندی کے ساتھ حفاظت کرنی چاہیئے اور اسے بہرصورت فروغ دینا چاہیئے۔

اس اہم مقصد اور بنیادی ہدف کو مزید آگے بڑھانے کے پیشِ نظر ماہنامہ "الحق" کی نہایت ہی اہم قیمتی اور عظیم تاریخی پیشکش "شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نمبر" جو اس کے مربی اور سرپرستِ اعلیٰ، قائدِ شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی تابناک زندگی، سیرت و کردار اور کارہائے نمایاں کا یادگار مرقع اور ہماری تاریخ کا ایک سنہرا ورق ہے، اس وقت قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔

ملک و بیرونِ ملک بالخصوص علمی و دینی حلقوں میں جس اشتیاق اور اضطراب کے ساتھ **الحق** کے اس خاص نمبر کا انتظار کیا گیا ہمیں اس کا پورا احساس اور اعتراف ہے اور اس پر ندامت بھی کہ اس کی اشاعت میں محترم قارئین کو بڑی زحمت